ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مذہب اور سائنس کا باہمی تعلق وعدمِ تضاد، طریقہ مفاہمت اور مغالطے کے اسباب: تفصیلی جائزہ

Religion and science interrelationship and non-contradiction, method of reconciliation and causes of fallacy: detailed review

☆سیدہ ماہ جبیں

پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی، اسلام آباد

☆☆ڈاکٹر حافظ محسن ضیاء قاضی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈائریکٹر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Islam is a complete code of life as well as a religion of nature, which monitors all the conditions and changes that are related to the appearance of the inner and outer existence of man and the universe. It is an undisputed fact that Islam provided the foundations of modern science by enlightening the humanity wandering in the vortex of Greek philosophy with the light of knowledge. The main theme of the Holy Qur'an is "man", who has been invited hundreds of times to be aware of the situations and events that are happening around him, and to act with thoughtfulness and thoughtfulness. Utilize the consciousness and power of observation given by Almighty God so that the hidden and secret secrets of the universe can be revealed. Authored opinion books. Maulana Shahabuddin Nadvi (1932-2002) was born on Thursday 1st of Rajab al-Murjib 1350 on 12th November 1931 in a religious family in the city of Bangalore, Darul Sarwar, South India.

My thesis is based on the classified's discussion

The relationship between religion and science

2. A contemporary tragedy
3. non-contradiction between religion and science
4. Difference in basis
5. Differences in scope
6. The difference between action and error
7. Causes of fallacy
8. The first reason. Ecclesiastical Persecutions of the Sixteenth Century
9. Another reason. Lack of interest in scientific studies of Islamic scholars

Key words: Islam, Science, Human Awareness, Qur'an. knowledge, Universe

تعارف

اِسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ فطرت بھی ہے جو ان تمام احوال و تغیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق اِنسان اور کائنات کے باطنی اور خارجی وُجود کے ظہور سے ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اِسلام نے یونانی فلسفے کے گرداب میں بھٹکنے والی اِنسانیت کو نورِ علم سے منوّر کرتے ہوئے جدید سائنس کی بنیادیں فراہم کیں۔ قرآنِ مجید کا بنیادی موضوع ''اِنسان'' ہے، جسے سینکڑوں بار اس امر کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ گردوپیش پذیر ہونے والے حالات وواقعات اور حوادثِ عالم سے باخبر رہنے کے لئے غوروفکر اور تدبر و تفکر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ شعور اور قوتِ مُشاہدہ کو بروئے کار لائے تاکہ کائنات کے مخفی و سربستہ راز اس پر آشکار ہوسکیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''اسلام اور جدید سائنس'' مولانا شہاب االدین ندوی کی ہے۔ جنہوں نے جدید علم کلام پر کئی اہم اور معرکہ آراء کتابیں تصنیف کیں۔ مولانا شہاب الدین ندوی(1932-2002) کی ولادت بروز جمعرات یکم رجب المرجب 1350ء مطابق 12 نومبر 1931ء کو جنوبی ہند کے شہر بنگلور دارالسرور کے ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔ ۲ قرآنِ حکیم نے آئیڈیل مسلمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ o الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ-سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[3،4]

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردِش میں عقلِ سلیم والوں کیلئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور (ہجر میں تڑپتے ہوئے) اپنی کروٹوں پر (بھی) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق (میں کارفرما اس کی عظمت اور حسن کے جلوؤں) میں فکر کرتے رہتے ہیں۔ (پھر اس کی معرفت سے لذّت آشنا ہو کر پکار اُٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تونے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا۔ تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے) پاک ہے، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اِن آیاتِ طیبات میں بندۂ مومن کی جو شرائط پیش کی گئی ہیں ان میں جہاں کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے زِندگی کے ہر حال میں اپنے مولا کی یاد اور اُس کے حضور حاضری کے تصوّر کو جاگزیں کرنا مطلوب ہے، وہاں اس برابر کی دُوسری شرط یہ رکھی گئی ہے کہ بندۂ مومن آسمانوں اور زمین کی خِلقت کے باب میں غور و فکر کرے اور یہ جاننے میں کوشاں ہو کہ اس وُسعتِ افلاک کا نظام کن اصُول و ضوابط کے تحت کارفرما ہے اور پھر پلٹ کر اپنی بے وُقعتی کا اندازہ کرے۔ جب وہ اس وسیع و عریض کائنات میں اپنے مقام و مرتبہ کا تعین کرلے گا تو خود ہی پکار اُٹھے گا: ''اے میرے ربّ! تو ہی میرا مولا ہے اور تو بے عیب ہے۔ حق یہی ہے کہ اس وُسعتِ کائنات کو تیری ہی قوت وُجود بخشے ہوئے ہے۔ اور تونے یہ عالم بے تدبیر نہیں بنایا''۔ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کے پہلے حصہ میں 'خالق' اور دُوسرے حصے میں 'خَلق' کی بات کی گئی ہے، یعنی پہلے حصے کا تعلق مذہب سے ہے اور دوسرے کا براہِ راست سائنس اور خاص طور پر علمِ تخلیقیات (cosmology) سے ہے۔

محترم ڈاکٹر ذاکر نائیک ہندوستان کے ایک معروف مبلغ اور داعی ہیں۔ آپ اپنے خطبات اور لیکچرز میں اسلام اور سائنس کے حوالے سے بہت زیادہ گفتگو کرتے ہیں، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو کچھ بتادیا تھا، آج کی جدید سائنس اس کی تائید کرتی نظر آتی ہے۔ اور یہ کام وہ زیادہ تر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے وقت کرتے ہیں، تاکہ ان کی عقل اسلام کی حقانیت اور عالمگیریت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردے۔[5]

آج کے مغرب زدہ معاشرے میں اسلام کو ضابطہ حیات کی بجائے چند عبادات اور رسم و رواج کا دین سمجھ لیا گیا ہے اور باور بھی یہی کروایا جاتا ہے کہ جدید ٹیکنالوجی اور جدید میڈیکل سائنس کے متعلق اسلام خاموش ہے۔ اس کا مکمل کریڈٹ یورپ کو دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ظلم ہے۔ تعصب کی عینک اتار کر اگر اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کو اس میں دین و دنیا کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل راہنمائی ملے گی۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دستور زندگی ہے۔ اسلام نے ہمیں زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں راہنمائی فراہم کی ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات، تجارت ہو یا سیاست، عدالت ہو یا قیادت، طب ہو یا انجینئرنگ، اسلام نے ان تمام امور کے بارے میں مکمل تعلیمات فراہم کی ہیں۔ اسلام کی یہی عالمگیریت اور روشن تعلیمات ہیں کہ جن کے سبب اسلام دنیا میں اس تیزی سے پھیلا کہ دنیا کی دوسرا کوئی بھی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات نہ صرف آخرت کی میں چین و سکون کی راہیں کھولتی ہیں، بلکہ اس دنیوی زندگی میں اطمینان، سکون اور ترقی کی ضامن ہیں۔ اسلام کی اس بے پناہ مقبولیت کا ایک سبب مساوات ہے، جس سے صدیوں سے درماندہ لوگوں کو نئی زندگی ملی اور وہ مظلوم طبقہ جو ظالموں کے رحم و کرم پر تھا اسے اسلام کے دامن محبت میں پناہ ملی۔ زیر تبصرہ کتاب "اسلام اور جدید میڈیکل سائنس" محترم ڈاکٹر شوکت علی شوکانی صاحب کی تصنیف ہے، جس میں انہوں جدید میڈیکل سائنس کے چند اہم مسائل جیسے انتقال خون، جنسی تبدیلی، کلوننگ، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، انتقال اعضاء اور خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ پر کتاب و سنت کے مطابق روشنی ڈالی ہے اور ان مسائل کے بارے میں ممتاز علماء کرام کے فتاوی اور ماہرین فن کی آراء کو بھی جمع کر دیا ہے۔[6]

مذہب اور سائنس میں تعلق

مذہب اور سائنس کا تعلق پوری تاریخ میں ایک پیچیدہ اور متحرک عمل رہا ہے۔ بعض اوقات، یہ دونوں دائرے آپس میں ٹکرا چکے ہیں، جب کہ دوسری صورتوں میں، وہ ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ تناؤ اکثر ان کے مختلف طریقوں، اہداف اور وجود کے بنیادی سوالات کی وضاحت سے پیدا ہوتا ہے۔ مذہب، جو ایمان اور یقین میں جڑا ہوا ہے، زندگی کے معنی اور مقصد کو سمجھنے کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ یہ وجودی سوالات، اخلاقی اقدار اور الٰہی کو حل کرتا ہے۔ دوسری طرف، سائنس

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تجرباتی ثبوت، تجربات، اور قدرتی دنیا کی وضاحت کے لیے سائنسی طریقہ کار پر انحصار کرتی ہے۔ اس کی توجہ مشاہدے، پیمائش، اور قابل امتحان مفروضوں کی تشکیل پر ہے۔ تاریخی طور پر، مذہب اور سائنس کے درمیان تنازعات اس وقت ابھرے جب سائنسی دریافتوں نے قائم کردہ مذہبی عقائد کو چیلنج کیا۔ مثال کے طور پر، کوپرنیکس کی طرف سے تجویز کردہ اور بعد میں گیلیلیو کی طرف سے تائید شدہ ہیلیو سینٹرک ماڈل نے اس وقت کیتھولک چرچ کے جغرافیائی نقطہ نظر سے متصادم ہے۔ یہ جھڑپیں اتھارٹی کے لیے جدوجہد اور اس خوف کو اجاگر کرتی ہیں کہ سائنسی ترقی مذہبی اتھارٹی کو کمزور کر سکتی ہے۔ تاہم، یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ بہت سے سائنس دان اور مذہبی ماننے والے اپنے عقائد کو ملانے کے طریقے تلاش کرتے ہیں۔ ماہرینِ الٰہیات اکثر سائنسی دریافتوں کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے مذہبی تشریحات کو ڈھال لیتے ہیں، جس سے زیادہ ہم آہنگ بقائے باہمی کا باعث بنتا ہے۔ جدید دور میں، متعدد سائنس دان مختلف مذہبی روایات کے ساتھ شناخت کرتے ہیں، یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ کچھ لوگ دلیل دیتے ہیں کہ مذہب اور سائنس انسانی تجربے کے مختلف پہلوؤں کو حل کرتے ہوئے الگ الگ ڈومینز میں کام کرتے ہیں۔ سائنس فطری دنیا کے "کیسے" اور "کیا" کی کھوج کرتی ہے، جب کہ مذہب وجود کے "کیوں" اور "معنی" کو تلاش کرتا ہے۔ یہ نقطہ نظر بتاتا ہے کہ وہ براہ راست تصادم کے بغیر ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، ہر ایک حقیقت کی زیادہ جامع تفہیم میں حصہ ڈالتا ہے۔

اسلام اور سائنس کا باہمی تعلق کیا ہے اس سوال کے جواب میں ایک اور جگہ بتایا گیا کے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو حصول علم پر زور دیتا ہے اور اس کا آغاز بھی حصول علم کے حکم سے ہوا۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ 7

(اے حبیب!) اپنے رب کے نام سے آغاز کرتے ہوئے) پڑھئے جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔

جبکہ سائنس وہ شعبہ علم ہے جو تجربہ اور مشاہدہ پر مبنی ہے اب اسلام ہی وہ دین ہے جس نے انسانیت کو تجربے اور مشاہدہ سے متعارف کرایا۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَأَيْتٍ لِأُولِي الباب 8

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردش میں عقل سلیم والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔"

مزید یہ کہ، کچھ فلسفیانہ فریم ورک، جیسے کہ الٰہیاتی ارتقا، مذہبی عقائد کو ارتقائی سائنسی تفہیم کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے ارتقائی عمل کی رہنمائی کی، مذہبی تخلیقی بیانیہ اور سائنسی ثبوت دونوں کے ساتھ ہم آہنگ۔

عصر حاضر میں دین کی اشاعت کے لیے جدید سائنسی بنیادوں کی ضرورت

آج کا دور سائنسی علوم کی معراج کا دور ہے۔ سائنس کو بجا طور پر عصری علم (contemporary knowledge) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا دورِ حاضر میں دِین کی صحیح اور نتیجہ خیز اشاعت کا کام جدید سائنسی بنیادوں پر ہی بہتر طور پر سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ بناء بریں اس دور میں اس امر کی ضرورت گزشتہ صدیوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ مُسلم معاشروں میں جدید سائنسی علوم کی ترویج کو فروغ دیا جائے اور دِینی تعلیم کو سائنسی تعلیم سے مربوط کرتے ہوئے حقانیتِ اِسلام کا بول بالا کیا جائے۔ چنانچہ آج کے مسلمان طالبِ علم کے لئے مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنا ازبس ضروری ہے۔ مذہب 'خالق' (Creator) سے بحث کرتا ہے اور سائنس اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ خَلق (creation) سے۔ دُوسرے لفظوں میں سائنس کا موضوع 'خَلق' اور مذہب کا موضوع 'خالق' ہے۔ یہ ایک قرینِ فہم و دانش حقیقت ہے کہ اگر مخلوق پر تدبر و تفکر اور سوچ بچار مثبت اور درست انداز میں کی جائے تو اس مثبت تحقیق کے کمال کو پہنچنے پر لا محالہ اِنسان کو خالق کی معرفت نصیب ہو گی اور وہ بے اختیار پکار اُٹھے گا:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ۔

اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا۔

بندۂ مومن کو سائنسی علوم کی ترغیب کے ضمن میں اللہ ربّ العزت نے کلامِ مجید میں ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَقُّ ۔8

ہم عنقریب انہیں کائنات میں اور ان کے اپنے (وُجود کے) اندر اپنی نشانیاں دِکھائیں گے، یہاں تک کہ وہ جان لیں گے کہ وُہی حق ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں باری تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم اِنسان کو اس کے وُجود کے اندر موجود داخلی نشانیاں (internal signs) بھی دِکھادیں گے اور کائنات میں جابجا بکھری خارجی نشانیاں (external signs) بھی دِکھادیں گے، جنہیں دیکھ لینے کے بعد
بندہ خود بخود بے تاب ہو کر پکار اُٹھے گا کہ حق صرف اللہ ہی ہے۔

سمندر اور دریاؤں کے طبعی خواص اور قرآن

سمندر اور دریا انسان کی اہم ضرورت ہیں۔ دونوں کے پانی بھی طرح طرح کے خواص رکھتے ہیں، جس میں سے ایک کی خصوصیت یہ ہے کہ بعض مقامات پر میٹھے اور کھارے پانی یکساں چلتے ہیں، مگر باہم نہیں ملتے، اس حقیقت کو قرآن نے چودہ صدیوں قبل بیان کیا تھا۔۔اب جدید سایہ معلوم کر لیا ہے کہ جہاں میٹھے اور کھارے بہ سائنس نے یہ معلوم کے پانی باہم ملتے ہیں، وہاں ان کے درمیان، ایک گاڑھے پانی کا حجاب ہوتا ہے جو تازہ پانی اور کھارے پانی کی پرتوں کو باہم ملنے نہیں دیتا۔(9
مسلم اسکالرز نے تاریخی طور پر سائنس کو آگے بڑھانے اور معاشرتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ فلکیات، طب اور ریاضی جیسے شعبوں میں ان کے کاموں نے دیرپا اثر چھوڑا ہے۔ اسلام علم کے حصول کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، سائنس اور معاشرے کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔

دورِ حاضر کا المیہ

قرآنِ مجید میں کم و بیش ہر جگہ مذہب اور سائنس کا اکٹھا ذِکر ہے، مگر یہ ہمارے دور کا المیہ ہے کہ مذہب اور سائنس دونوں کی سیادت و سربراہی ایک دُوسرے سے ناآشنا افراد کے ہاتھوں میں ہے۔ چنانچہ دونوں گروہ اپنے مدِّمقابل دوسرے علم سے دوری کے باعث اسے اپنا مخالف اور متضاد تصوّر کرنے لگے ہیں۔ جس سے عامۃ الناس کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے مذہب اور سائنس میں تضاد اور تخالف (contradiction & conflict) سمجھنے لگتے ہیں،
جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ مغربی تحقیقات اس امر کا مسلّمہ طور پر اقرار کرچکی ہیں کہ جدید سائنس کی تمام تر ترقی کا اِنحصار قرونِ وُسطیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کی فراہم کردہ بنیادوں پر ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی نہج پر کام کی ترغیب قرآن و سنت کی ان تعلیمات نے دی تھی جن میں سے کچھ کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ اسی منشاء ربانی کی تکمیل میں مسلم سائنسدانوں نے ہر شعبۂ علم کو ترقی دی اور آج اَغیار کے ہاتھوں وہ علوم اپنے نکتۂ کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ شومئ قسمت کہ جن سائنسی علوم و فنون کی تشکیل اور ان کے فروغ کا حکم قرآن و حدیث میں جابجا موجود ہے اور جن کی اِمامت کا فریضہ ایک ہزار برس تک خود بغداد، رے، دِمشق، اسکندریہ اور اندلس کے مسلمان سائنسدان سرانجام دیتے چلے آئے ہیں، آج قرآن و سنت کے نام لیوا طبقِ ارضی پر بکھرے ارب بھر مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد اسے اسلام سے جدا سمجھ کر اپنی 'تجدّد پسندی' کا ثبوت دیتے نہیں شرماتی۔ سائنسی علوم کا وہ پودا جسے ہمارے ہی اجداد نے قرآنی علوم کی روشنی میں پروان چڑھایا تھا، آج اغیار اس کے پھل سے محظوظ ہو رہے ہیں اور ہم اپنی اصل تعلیمات سے رُوگرداں ہو کر دیارِ مغرب سے انہی علوم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

مذہب اور سائنس میں عدم تضاد

مذہب اور سائنس کے درمیان تعلق پوری تاریخ میں بحث کا موضوع رہا ہے، اور اسلام کے تناظر میں، ایک ایسا نقطہ نظر موجود ہے جو ان دو دائروں کے درمیان عدم تضاد پر زور دیتا ہے۔ اسلام فطری دنیا کے علم اور تفہیم کے حصول کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور بہت سے اسلامی اسکالرز نے مذہبی تعلیمات کو سائنسی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔

آج ایک طبقہ اگر اسلام سے اس حد تک رُوگرداں ہے تو دُوسرا نام نہاد 'مذہبی طبقہ' سائنسی علوم کو اجنبی نظریات کی پیداوار قرار دے کر ان کے حصول کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ بنا ہوا ہے۔ مذہبی و سائنسی علوم میں مغایرت کا یہ تصوّر قوم کو دو واضح حصوں میں تقسیم کر چکا ہے۔ نسلِ نو اپنے اجداد کے سائنسی کارہائے نمایاں کی پیروی کرنے یا کم از کم ان پر فخر کرنے کی بجائے زوال و مسکنت کے باعث اپنے علمی، تاریخی اور سائنسی وِرثے سے اس قدر لاتعلق ہوگئی ہے کہ خود انہی کو اسلام اور

سائنس میں عدم مغایرت پر قائل کرنے کی ضرورت پیش آرہی ہے10۔

اسلام میں ایک بنیادی تصور جو سائنسی علم کے حصول کے ساتھ ہم آہنگ ہے یہ خیال ہے کہ قرآن، اسلام کی مقدس کتاب، غور و فکر اور تحقیق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔11 قرآن میں متعدد آیات فطری دنیا کے مشاہدے اور خدا کی تخلیق کی نشانیوں پر زور دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ(2:164) میں ارشاد ہے کہ [12]"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلنے میں اور [بڑے] جہازوں میں۔ جو سمندر میں اس چیز کے ساتھ چلتی ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے اور جو اللہ نے آسمان سے بارش نازل کی ہے، اس کے ذریعے زمین کو اس کے بے جان ہونے کے بعد زندگی بخشی ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جانداروں کو منتشر کر رہی ہے، اور ہواؤں کا رخ۔ اور آسمان اور زمین کے درمیان بادل ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔"

یہ آیت قرآن کے قدرتی مظاہر کو خدا کی تخلیق کی نشانیوں کے طور پر تسلیم کرنے کی وضاحت کرتی ہے، مومنوں کو غور و فکر کرنے اور عقل کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسلامی اسکالرز، جیسے کہ ابن الہیثم (الحزن) نے تجرباتی تحقیقات اور مذہبی یقین کے درمیان مطابقت پر زور دیتے ہوئے نظریات اور سائنسی طریقہ کار میں اہم شراکت کی۔

توحید کا اصول، خدا کی وحدانیت، اسلامی الٰہیات کا ایک اور پہلو ہے جو مذہب اور سائنس کے درمیان عدم تضاد کی حمایت کرتا ہے۔ توحید علم کی وحدت پر زور دیتی ہے اور علم کی تمام شاخوں کو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے دیکھتی ہے، جو کائنات کی ایک جامع تفہیم کو تشکیل دیتی ہے۔ یہ اتحاد مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ سائنسی تحقیقات کے ذریعے قدرتی دنیا کو خدا کی تخلیق کے لیے گہری تعریف حاصل کرنے کے ذریعہ تلاش کریں۔

سائنس اور اِسلام میں تضاد کیونکر ممکن ہے جبکہ اسلام خود سائنس کی ترغیب دے رہا ہے! بنابریں اسلامی علوم کل ہیں اور سائنسی علوم محض ان کا ایک جزو۔ جزو اور کل میں مغایرت(conflict) ناممکن ہے۔ مذہب اور سائنس پر اپنی اپنی سطح پر تحقیقات کرنے والے دنیا بھر کے محققین کے لئے یہ ایک عالمگیر چیلنج ہے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مذہب اور سائنس میں تضاد ہے تو اس کے ساتھ دو میں سے یقینا ایک بات ہوگی، ایک امکان تو یہ ہے کہ وہ مذہب کی صحیح سمجھ سے عاری ہوگا بصورتِ دیگر اس نے سائنس کو صحیح طور پر نہیں سمجھا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جس نکتے پر اسے تضاد نظر آرہا ہو مطالعہ میں کمی کے باعث وہ نکتہ اس پر صحیح طور پر واضح نہ ہو سکا ہو۔ اگر کسی معاملے کو صحیح طور پر ہر پہلو سے جانچ پرکھ کر سمجھ لیا جائے تو بندہ از خود یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ اِسلام کی رُو سے مذہب اور سائنس دونوں دینِ مبین کا حصہ ہیں۔

سائنس کا دائرۂ کار مُشاہداتی اور تجرباتی علوم پر منحصر ہے جبکہ مذہب اخلاقی و رُوحانی اور مابعد الطبیعیاتی امور سے متعلق ہے۔ اب ہم مذہب اور سائنس میں عدمِ تضاد کے حوالے سے تین اہم دلائل ذِکر کرتے ہیں:

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مذہبی متون کی تشریحات مختلف ہو سکتی ہیں، اور تمام افراد یا مذہبی حکام مذہب اور سائنس کے درمیان تعلق کے بارے میں ایک ہی نقطہ نظر کا اشتراک نہیں کرسکتے ہیں۔ تاہم، اسلامی روایت کے اندر، علماء کی ایک بھرپور تاریخ ہے جنہوں نے خدا کی تخلیق کے بارے میں اپنی سمجھ کو گہرا کرنے، ایمان اور عقل کے درمیان مطابقت کو ظاہر کرنے کے لیے سائنسی تحقیقات کو اپنایا ہے۔

سائنس اور مذہب : مفاہمت کا طریقہ کار

سائنس اور مذہب کے مابین مفاہمت کا درست اور قابل عمل طریقہ کار یہی ہے کہ اس ضمن میں پھیلی ہوئی غلط آرا، غلط خیالات و تصورات اور فضا کو پراگندہ کرنے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے، خصوصاً اسلام کے حوالے سے یہ بات واضح کردی جائے کہ سائنسی ایجادات اور اسلامی تعلیمات میں کوئی تباین نہیں، کوئی تضاد نہیں ہے۔ اور اگر کسی مقام پر ایسا نظر بھی آتا ہے، تو وہ عارضی ہے، اور اسلامی تعلیمات کی کنہ اور حقیقت تک رسائی حاصل نہ ہو سکنے کا نتیجہ ہے یا سائنسی تجربے اور مشاہدے کا نقص ہے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ "سائنس علت و معلول کی ہر کڑی میں غایت کو ضرور شامل کرے۔ اگر اسنے سلسلہ واقعات کی ہر کڑی میں غایت کو تسلیم کر لیا تو اس کا

مطلب یہ ہو گا کہ اس نے خدا کے وجاد کو تسلیم کر لیا، اس ضابطہ اخلاق کو تسلیم کر لیا یوم حساب کو تسلیم کر لیا اور سائنس کی سرکشی نے خدا کے وجود کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔(13)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ شرط کوئی نئی نہیں، نہ پہلی بار پیش کی گئی ہے، نہ سائنس اس سے نا آشنا ہے، بلکہ اس شرط کے ذریعے سائنس کو اس کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کرایا جارہا ہے اور اسے اس بات کی دعوت دی جارہی ہے جس پر وہ اس سے پہلے خود قائم تھی۔ برٹرینڈرسل کہتا ہے سائنس کے دائرہ کار میں یہ بات پہلے بھی شامل رہی ہے، لامذہبیت اختیار کرنے سے پہلے تک سائنس واقعات کے ہر سلسلے کو مذہب کی طرح علت، معلول اور غایت پر منحصر سمجھا کرتی تھی۔"((14

پھر اہم بات یہ ہے کہ غایت کو اگر سائنس میں شامل کر لیا جائے تو مطالعہ سائنس میں زیادہ معنویت پیدا ہو سکتی ہے، ایک فاضل محقق کے بقول: "غایت کو سائنس میں شامل کر لینے سے ہر مضمون میں علت اور معلول کی حکمتوں تک انسان کی رسائی ہو سکے گی، اس کے بعد سائنس کا مطالعہ زیادہ با معنی ہو جائے گا۔ اس کام میں مسلمان سائنس دانوں پر بہت اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہم اس اُصولِ مفاہمت کے مذہبی سطح پر پہلے ہی سے قائل ہیں، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس اصول کو سائنس کی آئیڈیالوجی بنائیں، اور اس آئیڈیالوجی سے عالمی سائنس کو روشناس کرائیں۔"((15

قرآن حکیم ستر ہزار چار سو پچاس علوم پر مشتمل ہے۔ یہ عدد قرآنی کلمات کو چار سے ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے ہر کلمے کی چار حالتیں ہیں: ایک اس کا ظاہر و باطن ہے، اور ایک حد و مطلع۔ یہ اس صورت میں ہے جب قرآن کے کلمات کو انفرادی اعتبار سے ترکیب کے بغیر دیکھا جائے، اگر کتاب کی تراکیب وغیرہ پر غور و فکر کیا جائے تو اس کی (حالتوں اور اسی اعتبار علوم و فنون کی) تعداد شمار و حساب سے باہر ہو جاتی(16)

1۔ بنیاد میں فرق

مذہب اور سائنس میں عدم تضاد کی بڑی اہم وجہ یہ ہے کہ دونوں کی بنیادیں ہی جدا جدا ہیں۔ درحقیقت سائنس کا موضوع 'علم' ہے جبکہ مذہب کا موضوع 'ایمان' ہے۔ علم ایک ظنّی شے ہے، اسی بناء پر اس میں غلطی کا امکان پایا جاتا ہے، بلکہ سائنس کی تمام پیش رفت ہی اقدام و خطاء(error & trial) کی طوِیل جِدوّجُہد سے عبارت ہے۔ جبکہ دُوسری طرف اِیمان کی بنیاد ظن کی بجائے یقین پر ہے، اس لئے اس میں خطا کا کوئی اِمکان موجود نہیں۔

اِیمان کے ضمن میں سورۂ بقرہ میں ارشادِ ربانی ہے:

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ 17.

جو غیب پر اِیمان لاتے ہیں۔

گویا اِیمان جو کہ مذہب کی بنیاد ہے، مُشاہدے اور تجربے کی بناء پر نہیں بلکہ وہ بغیر مُشاہدہ کے نصیب ہوتا ہے۔ اِیمان ہے ہی ان حقائق کو قبول کرنے کا نام جو مُشاہدے میں نہیں آتے اور پردۂ غیب میں رہتے ہیں۔ وہ ہمیں اپنے خود ساختہ ذرائعِ علم سے معلوم نہیں ہو سکتے بلکہ انہیں مشاہدے اور تجربے کے بغیر محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتانے سے مانا جاتا ہے، مذہب کی بنیاد اِن حقائق پر ہے۔ اس کے مقابلے میں جو چیزیں ہمیں نظر آرہی ہیں، جن کے بارے میں حقائق اور مُشاہدات آئے دِن ہمارے تجربے میں آتے رہتے ہیں، ان حقائق کا علم سائنس کہلاتا ہے۔ چنانچہ سائنس انسانی استعداد سے تشکیل پانے والا علم (human acquired wisdom) ہے، جبکہ مذہب خدا کی طرف سے عطا کردہ علم (-God gifted wisdom) ہے۔ اِسی لئے سائنس کا سارا علم امکانات پر مبنی ہے، جبکہ مذہب میں کوئی امکانات نہیں بلکہ وہ سراسر قطعیات پر مبنی ہے۔ مذہب کے تمام حقائق وُثوق اور حتمیت (finality & certainty) پر مبنی ہیں، یعنی مذہب کی ہر بات حتمی اور اَمر واجب ہے، جبکہ سائنس کی بنیاد اور نکتۂ آغاز ہی مفروضوں (hypothesis) پر ہے۔ اسی لئے سائنس میں درجۂ امکان (degree of probability) بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مفروضہ، مشاہدہ اور تجربہ کے مختلف مراحل میں سے گزر کر کوئی چیز قانون (law) بنتی ہے اور تب جا کر اس کا علم 'حقیقت' کے زُمرے میں آتا ہے، سائنسی تحقیقات کی جملہ پیش رفت میں حقیقی صورتحال یہ ہے کہ جن حقائق کو ہم بارہا اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد سائنسی قوانین قرار دیتے ہیں ان میں بھی اکثر ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس بہت بڑے فرق کی بنیاد پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مذہب اور سائنس میں ٹکراؤ کا امکان ہی خارج از بحث ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

2۔ دائرۂ کار میں فرق

مذہب اور سائنس میں کسی قسم کے تضاد کے نہ پائے جانے کا دوسرا بڑا سبب دونوں کے دائرۂ کار کا مختلف ہونا ہے، جس کے باعث دونوں میں تصادم اور ٹکراؤ کا کوئی امکان کبھی پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اسلام، ایک ایسا مذہب ہے جس کی بنیاد قرآن اور پیغمبر محمد کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے، روحانی، اخلاقی اور اخلاقی جہتوں پر محیط ہے، ایمان اور طرزِ عمل کے معاملات میں مومنین کی رہنمائی کرتا ہے۔ دوسری طرف سائنس، تجرباتی مشاہدے اور تجربات کے ذریعے علم کا ایک منظم حصول ہے۔ جہاں اسلام اخلاقی زندگی اور روحانی رہنمائی کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے، وہیں سائنس فطری دنیا کو ثبوت اور استدلال کے ذریعے دریافت کرتی ہے۔ وہ ایک ساتھ رہتے ہیں، انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں، اسلام مابعد الطبیعیاتی اور اخلاقی، اور سائنس وجود کے تجرباتی اور فطری پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

اس کی ایک اور مثال یوں ہے جیسے ایک ہی سڑک پر چلنے والی دو کاریں آمنے سامنے آ رہی ہوں تو وہ آپس میں ٹکرا سکتی ہیں، اسی طرح عین ممکن ہے کہ سٹیشن ماسٹر کی غلطی سے دو ریل گاڑیاں آپس میں ٹکرا جائیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ کار اور ہوائی جہاز یا کار اور بحری جہاز آپس میں ٹکرا جائیں۔ ایسا اس لئے ممکن نہیں کہ دونوں کے سفر کے راستے الگ الگ ہیں۔ کار نے سڑک پر چلنا ہے، بحری جہاز نے سمندر میں اور ہوائی جہاز نے ہوا میں۔ جس طرح سڑک اور سمندر میں چلنے والی سواریاں کبھی آپس میں ٹکرا نہیں سکتیں اسی طرح مذہب اور سائنس میں بھی کسی قسم کا ٹکراؤ ممکن نہیں، کیونکہ سائنس کا تعلق طبیعیاتی کائنات (physical world) سے ہے جبکہ مذہب کا تعلق مابعد الطبیعیات (meta physical world) سے ہے۔

اس بات کو دُوسرے لفظوں میں یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ سائنس فطرت (nature) سے بحث کرتی ہے جبکہ مذہب کی بحث مافوق الفطرت (supernatural) دُنیا سے ہے، لٰہذا اِن دونوں میں سکوپ کے اختلاف کی بناء پر اِن میں کسی صورت بھی تضاد ممکن نہیں ہے۔

3۔ اِقدام وخطاء کا فرق

اس ضمن میں تیسری دلیل بھی نہایت اہم ہے، اور وہ یہ کہ خالقِ کائنات نے اس کائناتِ ہست و بوُد میں کئی نظام بنائے ہیں، جو اپنے اپنے طور پر اپنی خصوصیات کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ مثلاً اِنسانی کائنات، حیوانی کائنات، جماداتی کائنات، نباتاتی کائنات، ماحولیاتی کائنات، فضائی کائنات اور آسمانی کائنات وغیرہ۔ اِن تمام نظاموں کے بارے میں ممکنُ الحصول حقائق جمع کرنا سائنس کا مطمحِ نظر ہے۔ دُوسری طرف مذہب یہ بتاتا ہے کہ یہ ساری اشیاء اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ چنانچہ سائنس کی یہ ذِمہ داری ہے کہ اللہ ربّ العزت کے پیدا کردہ عوالم اور ان کے اندر جاری و ساری عوامل (functions) کا بنظرِ غائر مطالعہ کرے اور کائنات میں پوشیدہ مختلف سائنسی حقائق کو بنی نوع اِنسان کی فلاح کے لئے سامنے لائے۔

اللہ ربّ العزت کی تخلیق کردہ اس کائنات میں غور و فکر کے دوران ایک سائنسدان کو بارہا اقدام وخطاء error & trial کی حالت سے گزرنا پڑتا ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک دفعہ کی تحقیق سے کسی چیز کو سائنسی اِصطلاح میں 'حقیقت' کا نام دے دِیا جاتا ہے مگر مزید تحقیق سے پہلی تحقیق میں واقع خطا ظاہر ہونے پر اُسے ردّ کرتے ہوئے نئی تحقیق کو ایک وقت تک کیلئے حتمی قرار دے دیا جاتا ہے۔ سائنسی طریقِ کار میں اگرچہ ایک 'مفروضے' کو مسلّمہ 'نظریئے' تک کا درجہ دے دیا جاتا ہے، تاہم سائنسی طریقِ تحقیق میں کسی نظریئے کو بھی ہمیشہ کیلئے حقیقت کی حتمی شکل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سائنس کی دُنیا میں کوئی نظریہ جامد unchangeable اور مطلق absolute نہیں ہوتا، ممکنہ تبدیلیوں کا اِمکان بہر حال موجود رہتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نئے تجربات کی روشنی میں صدیوں سے مسلّمہ کسی نظریئے کو مکمل طور پر مسترد کر دیا جائے۔

مذہب اقدام وخطاء سے مکمل طور پر آزاد ہے کیونکہ اس کا تعلق اللہ ربّ العزت کے عطا کردہ علم سے ہوتا ہے، جو حتمی، قطعی اور غیر متبدّل ہے اور اس میں خطاء کا کلیتاً کوئی اِمکان نہیں ہوتا۔ جبکہ سائنسی علوم کی تمام تر تحقیقات اقدام وخطا (error & trial) کے اُصول کے مطابق جاری ہیں۔ ایک وقت تک جو اشیاء حقائق کا درجہ رکھتی تھیں موجودہ سائنس اُنہیں کلی طور پر باطل قرار دے کر نئے حقائق منظرِ عام پر لا رہی ہے۔ یہ الگ بات کہ حقائق تک پہنچنے کی اس کوشش میں بعض اوقات سائنس غلطی کا شکار بھی ہو جاتی ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سائنس کی بنیاد ہی سعی اور خطاء (error & trial) پر ہے جو مختلف مُشاہدات اور تجربات کے ذرِیعے حقائق تک

رسائی کی کوشش کرتی ہے۔ مذہب مابعدمابعدمابعدمابعدُالطبیعیاتی (metaphysical) حقائق سے آگہی کے ساتھ ساتھ ہمیں اس مادّی کائنات سے متعلق بھی بہت سی معلومات فراہم کرتا ہے، جن کی روشنی میں ہم سائنسی علوم کے تحت اس کائنات کو اپنے لئے بہتر استعمال میں لاسکتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ. [18]

اور اس (اللہ) نے سماوِی کائنات اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔

جہاں تک مذہب کا معاملہ تھا اس نے تو ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ زمین و آسمان میں جتنی کائنات بکھری ہوئی ہے سب اِنسان کے لئے مسخر کر دی گئی ہے۔ اب یہ اِنسان کا کام ہے کہ وہ سائنسی علوم کی بدولت کائنات کی ہر شے کو اِنسانی فلاح کے نکتۂ نظر سے اپنے لئے بہتر سے بہتر استعمال میں لائے۔ اسی طرح ایک طرف ہمیں مذہب یہ بتاتا ہے کہ جملہ مخلوقات کی خِلقت پانی سے عمل میں آئی ہے تو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ذِمہ داری یہ رہنمائی کرنا ہے کہ بنی نوع اِنسان کو پانی سے کس قدر فوائد بہم پہنچائے جاسکتے ہیں اور اس کا طریقِ کار کیا ہو۔ چنانچہ اس ساری بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ سائنس اور مذہب کہیں بھی اور کسی درجے میں بھی ایک دُوسرے سے متصادِم نہیں ہیں۔

مغالطے کے اسباب

اسلام اور سائنس کے درمیان غلط فہمیاں اکثر مختلف عوامل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، جن کی جڑیں تاریخی، ثقافتی، اور مواصلاتی چیلنجز میں ہیں۔ سب سے پہلے، مذہبی متون کی غلط تشریح غلط فہمیوں کو جنم دے سکتی ہے۔ بعض آیات کو ان کے سیاق و سباق پر غور کیے بغیر پڑھنا سائنسی نتائج کے ساتھ تنازعات پیدا کر سکتا ہے۔ تاہم، بہت سے اسکالرز ایک مختصر تشریح کے لیے استدلال کرتے ہیں جو سائنسی اصولوں کے مطابق ہو۔

دوسری ثقافتوں میں مذہب اور سائنس کے درمیان تاریخی تنازعات نے تاثرات کو متاثر کیا ہے۔ یوروپی روشن خیالی کے دور میں ایمان اور عقل کے درمیان سمجھی جانے والی مخالفت کو بعض اوقات اسلام تک بڑھایا جاتا ہے، اس کے باوجود کہ اسلامی اسکالرز کی سائنسی شراکت کی ایک بھرپور تاریخ ہے۔ مزید برآں، ثقافتی اور تعلیمی فرق ایک کردار ادا کرتے ہیں۔ غلط معلومات اس وقت پھیلتی ہیں جب افراد اپنے مذہبی عقائد اور سائنسی اصولوں دونوں کی جامع سمجھ نہیں رکھتے۔ یہ اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب تعلیمی نظام تنقیدی سوچ کو فروغ نہیں دیتے یا جب متنوع نقطہ نظر کی محدود نمائش ہوتی ہے۔

میڈیا کی تصویر کشی بھی غلط فہمیوں میں حصہ ڈالتی ہے۔ سنسنی خیز کہانیاں یا متعصبانہ بیانیے دقیانوسی تصورات کو تقویت دے سکتے ہیں اور اسلام اور سائنسی تحقیقات کے درمیان غلط تفریق پیدا کر سکتے ہیں۔ مین سٹریم میڈیا میں مسلم سائنسدانوں کی نمائندگی کا فقدان اس خیال کو مزید مستحکم کر سکتا ہے کہ سائنس اور اسلام میں مطابقت نہیں ہے۔ ایسے ہی جغرافیائی سیاسی تناؤ اور سماجی مسائل مذہب اور سائنس کے دائرے میں پھیل سکتے ہیں، جس کے نتیجے میں پولرائزڈ خیالات جنم لیتے ہیں۔ سیاسی تنازعات پہلے سے موجود تعصبات کو بڑھا سکتے ہیں، مذہبی اور سائنسی برادریوں کے درمیان کھلے مکالمے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

ان خلیجوں کو پر کرنے کے لیے، ایک مکالمے کو فروغ دینا جو اسلامی تعلیمات اور سائنسی تحقیق کے درمیان مطابقت کو نمایاں کرتا ہے۔ تعلیم غلط فہمیوں کو دور کرنے، تنقیدی سوچ کو فروغ دینے اور عقیدے اور سائنس دونوں کی باریک بینی کو سمجھنے کی حوصلہ افزائی کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ پوری تاریخ میں سائنسی ترقی میں مسلم اسکالرز کی شراکت کو تسلیم کرتے ہوئے، اسلام اور سائنس کے درمیان زیادہ ہم آہنگی پیدا کی جا سکتی ہے۔

اس تمام مغالطے کے باوجود اب جبکہ ہم یہ حقیقت جان چکے ہیں کہ مذہب اور سائنس میں حقیقتاً کوئی تضاد موجود نہیں ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عام ذِہن میں ایسی غلط فہمی کیوں پائی جاتی ہے اور اس مغالطے کے اسباب و عوامل کیا ہیں؟ اگرچہ اس مغالطے کے اسباب بہت سے ہیں لیکن بنیادی طور پر دو اہم اسباب ایسے ہیں جن پر ہم سرِدست خاص طور پر توجہ دینا چاہیں گے۔ ان میں سے ایک کا تعلق یورپ سے ہے اور دُوسرے کا عالمِ اِسلام سے ہے۔ [11]

پہلا سبب: سولہویں صدی کے کلیسائی مظالم

عالمِ مغرب میں یہ مغالطہ اس دور میں پیدا ہوا جب براِعظم یورپ عیسائی پادریوں کے تسلط میں جہالت کے اٹاٹوپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ جاہل پادری عیسوی مذہب اور بائبل کی اصل اِسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے مَن گھڑت عیسائیت کو فروغ دینے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ بائبل میں تحریف کی وجہ سے عقائد اَوہام میں اور عبادات رسوم میں بدل چکی تھیں اور معاشرہ کفر و شرک کی اندھی دلدل میں دھنستا ہی چلا جا رہا تھا۔ عیسائی مذہب کی بنیادی تعلیمات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آج سے دو ہزار برس قبل دی تھیں انہیں بدل کر توحید کی جگہ تثلیث کا عقیدہ گھڑ لیا گیا، جو ایک اِنتہائی نامعقول تصوّر تھا اور اسے آج خود عیسائی سکالر اور فلاسفر بھی ردّ کر رہے ہیں۔ اس تحریف کے بعد سب سے بڑا فتنہ یہ پیدا ہوا کہ یونانی فلسفہ بائبل کا حصہ بن گیا، جسے دینِ عیسوی کے ماننے والے رفتہ رفتہ اپنا مستقل عقیدہ سمجھنے لگ گئے۔ حالانکہ وہ عقیدہ دراصل ان کا نہ تھا بلکہ وہ محض یونانی فلسفے کے غلط تصوّرات تھے جو پادریوں کے ذریعے بائبل میں ڈال دیئے گئے تھے۔ اب اس تحریف کی وجہ سے بائبل میں یونانی فلسفے پر مبنی بے شمار سائنسی اَغلاط در آئیں۔

سولہویں صدی میں جب سائنس نے ان غلط نظریات کو تحقیق کی روشنی میں جھٹلایا تو اس وقت کے پادری یہ سمجھے کہ سائنسدان مذہب کو سائنس کے ذریعے ردّ کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ سائنسدانوں اور سائنسی علوم کے خلاف کفر کے فتوے دینے لگے۔ پہلے پہل نظامِ شمسی اور حرکتِ زمین کے بارے میں نئے سائنسی تصوّرات کا یہ نتیجہ نکلا کہ پادریوں نے تکفیر کے فتوے دیئے۔ گلیلیو نے جب 1609ء میں دُوربین اِیجاد کی اور اس کی مدد سے نظامِ شمسی کی بابت اپنی تحقیقات دُنیا کے سامنے پیش کیں تو پادریوں نے اسے اس جرم کی پاداش میں سزائے قید سنائی اور وہ دورانِ قید ہی مر گیا۔ علیٰ ہذا القیاس متعدّد سائنسدانوں کو مذہب کے نام پر متعصب ظالمانہ قوانین کے شکنجے میں کستے ہوئے انہیں اپنے سائنسی نظریات واپس لینے پر مجبور کیا گیا، یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ اِن تمام باتوں کے باوجود سائنس کا کارواں مسلسل آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس جاہلانہ معاشرے میں مذہب اور سائنس کے درمیان ایک گھمبیر جنگ چھڑ گئی۔ قانونِ قدرت کے مطابق حق (سائنس) کو بالآخر فتح نصیب ہوئی اور مسخ شدہ عیسائیت اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

سائنس کے غلبے کا دور آیا تو ردِ عمل (reaction) کے طور پر سائنسدانوں نے بچے کھچے عیسائی مذہب اور مسخ شدہ بائبل کے خلاف بدلے کے طور پر ایک مہم چلائی، جس کے تحت ایک بڑی تعداد میں کتابیں اور مضامین شائع کئے گئے۔ باقاعدہ علمی معرکے بپا ہوئے جن کے دوران عیسائی پادریوں کی کونسل کے اجلاس بھی ہوتے رہے، جن میں وہ عیسائیت کے دِفاع کی کوشش کرتے۔ چند سال پیشتر پوپ آف روم نے بعض اہلِ کلیسا کی طرف سے دیئے گئے آسمانی کائنات کے متعلق غیر سائنسی اور جاہلانہ فتاویٰ کو منسوخ کرنے کا اِعلان کیا ہے۔

عیسائیت کی شکست کے بعد اگرچہ یہ جنگ اب ختم ہو چکی ہے تاہم جدید ذِہن اِسلام سمیت دِیگر تمام ادیان کو بھی عیسائیت ہی کے پردے میں دیکھ رہا ہے اور انہیں بھی سائنسی تحقیقات پر پہرے بٹھانے والے اور باطل ادیان سمجھ رہا ہے، حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ مذہب اور سائنس میں مغایرت کی بحث کبھی بھی اِسلام کی بحث نہ تھی، یہ عیسائیت کے مسخ شدہ مذہب اور سائنس کی جنگ تھی۔ بدقسمتی سے ہمارے نوجوانوں نے سائنسی علوم کی اِبتداء اور پیش رفت کے بارے میں جاننے کے لئے عالمِ اِسلام کی زرّیں تاریخ کا مطالعہ کرنے کی زحمت ہی نہیں کی۔

انہوں نے اندلس (Spain)، بغداد (Baghdad)، دِمشق (Damascus) اور نیشاپور کی اِسلامی سائنسی ترقی کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔ آج بھی ہالینڈ کی لیڈن یونیورسٹی کی لائبریری کے ایشین سیکشن (Asian section) میں مسلم سائنسدانوں کی لکھی ہوئی صدیوں پرانی کتابیں موجود ہیں، جو ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کرتی ہیں کہ جب یورپ جہالت کی اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا اس وقت دُنیائے اِسلام میں سائنسی تحقیقات کی بدولت علم و حکمت اور فکر و دانش کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ قرونِ وُسطیٰ میں اِسلامی سائنس کے عروج کے دور میں سائنسی علوم پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں، جن کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

چنانچہ مذہب اور سائنس کی یہ چپقلش اِسلام کی پیدا کردہ نہیں بلکہ یورپ کے دورِ جاہلیت (dark ages) کی پیداوار ہے اور ہماری نوجوان نسل کی یہ بدقسمتی ہے کہ

انہوں نے آج تک اِسلام کی تاریخ کو براہِ راست اپنے اِسلامی ذرائع سے نہیں پڑھا اور فقط مغربی ذرائعِ علم پر ہی اِکتفا کیا ہے۔ وہ اس نکتے کو نہ سمجھ سکے کہ مذہب پر کی جانے والی تمام تنقیدیں اِسلام کے خلاف نہیں بلکہ عیسائیت کی مسخ شدہ مذہبی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ مغربی سائنسدانوں کے سامنے تو اِسلام کا سرے سے کوئی تصوّر ہی نہیں تھا، لہٰذا کسی بھی سائنسدان کی طرف سے مذہب کے خلاف کی جانے والی تنقیدات کا ہدف اِسلام نہیں۔ ایسی تنقید نام نہاد عیسائی مذہب کے مبنی بر جہالت و تعصب نظریات اور عقائد کے خلاف متصوّر ہونی چاہئے۔ اِسلام کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔

دُوسرا سبب: علمائے اِسلام کی سائنسی علوم میں عدمِ دِلچسپی

دُوسری اہم وجہ ہمارے علمائے کرام کے اَذہان میں پایا جانے والا ایک غلط تصوّر ہے کہ ہمارے ہاں مدارسِ اِسلامیہ کے نصاب 'درسِ نظامی' میں صدیوں سے جو فلسفہ پڑھایا جا رہا ہے وہ اِسلام سے مآخوذ ہے۔ یہ تصوّر ہی حقیقت کے خلاف ہے، کیونکہ وہ فلسفہ بنیادی طور پر اِسلامی نہیں بلکہ یونانی فلسفہ ہے۔ ہمارے بعض کم نظر علماء وہ کتابیں پڑھ کر یہ تمیز بھول گئے ہیں کہ وہ فلسفہ یونانی ہے قرآنی نہیں۔ اِسی وجہ سے یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ بعض سائنسی تصورات ہمارے مذہب کے خلاف ہیں، حالانکہ حقیقت اس سے یکسر مختلف ہے اور بدیہی طور پر اِسلام اور سائنس میں کسی قسم کا کوئی تضاد اور ٹکراؤ نہیں بلکہ یہ تضاد غلط سوچ اور حقائق سے لاعلمی کی پیداوار ہے۔

"Science without religion is lame and religion without science is blind".

ترجمہ : "مذہب کے بغیر سائنس لنگڑی ہے اور سائنس کے بغیر مذہب اندھا ہے"۔[12]

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اِسلام اپنے ماننے والوں کو مذہب اور سائنس دونوں کا نور عطا کرتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اِسلام دُنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ دِین ہے، جو نہ صرف قدم قدم سائنسی علوم کے ساتھ چلتا نظر آتا ہے بلکہ تحقیق و جستجو کی راہوں میں سائنسی ذہن کی ہر مشکل میں رہنمائی بھی کرتا ہے۔ واضح رہے کہ جو سائنسی تصوّرات اس وقت بنی نوعِ اِنسان کے سامنے آچکے ہیں اور مستقبل کے تناظرات میں سائنس جس طرف بڑھ رہی ہے اس کے پیش کردہ بنیادی نظریات قرآن و حدیث کے تصوّرات کی تائید و تصدیق کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جوں جوں سائنس ترقی کر رہی ہے اِسلام کی حقانیت ثابت ہوتی جا رہی ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا اور مبالغہ آمیز نہ ہو گا کہ جدید سائنس کی ترقی سے مذہب کا نور نکھرتا جا رہا ہے اور ایک وقت آئے گا کہ جب سائنس اپنی تحقیقات کے نکتۂ کمال کو پہنچے گی تو اللہ کے دین کا ہر اِیمانی تصوّر سائنس کے ذرِیعے صحیح ثابت ہو جائے گا۔ قرآنِ مجید اور سائنس کا تقابلی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس کے بے شمار نظریات قرآنی تصوّرات کو صد فی صد صحیح ثابت کرتے ہیں اور وہ دِن دُور نہیں جب سائنس کلی طور پر دینی نظریات کی تائید و توثیق کرنے لگے گی۔

اعترافِ حقیقت

یہ بات باشعور اور علم رکھنے والے مفکرین سے بھی پوشیدہ نہیں، بلکہ سبھی اس حقیقت کو تسلیم کر رہے ہیں کہ اسلام اور سائنس دونوں آج کی زندہ ضرورتیں ہیں، جن سے اعراض ممکن نہیں، معروف نو مسلم فرانسیسی مصنف موریس بوکائے لکھتے ہیں: "قرآن ہمیں جہاں جدید سائنس کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے، وہاں خود اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے مشاہدات و شواہد ملتے ہیں، اور اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو جدید سائنسی مواد سے کلی طور پر مطابقت رکھتی ہیں، یہودی، عیسائی تنزیل میں ایسی کوئی بات نہیں۔ ۱۹

دوسرے مقام پر مزید لکھتے ہیں: "قرآن کریم میں، مقدس بائبل سے کہیں زیادہ سائنسی دلچسپی کے مضامین زیر بحث آئے ہیں، بائبل میں یہ بیانات محدود تعداد میں ہیں، لیکن سائنس سے متباین ہیں۔ اس کے برخلاف قرآن میں بہ کثرت مضامین سائنسی نوعیت کے ہیں، اسلئے دونوں میں کوئی مقابلہ نہیں، مؤخر الذکر (قرآن) میں کوئی بیان بھی ایسا نہیں، جو سائنسی نقطہ نظر سے متصادم ہوتا ہو۔ یہ وہ بنیادی حقیقت ہے، جو ہمارے جائزہ لینے سے اُبھر کر سامنے آتی ہے۔ ۲۰

سفارشات

علم طب اور فلکیات جیسے شعبوں میں ابن سینا اور الرازی جیسے اسلامی سنہری دور کے اسکالرز کے تعاون کو دریافت کریں۔

اسلامی فکری تاریخ اور سائنس پر اس کے اثرات کے بارے میں بصیرت کے لیے جوناتھن لیونز کا "دی ہاؤس آف وزڈم" پڑھیں۔

سائنس اور روحانیت کے انضمام پر نقطہ نظر کے لیے سید حسین نصر جیسے معاصر اسلامی اسکالرز کے ساتھ مشغول ہوں۔

سائنسی ترقی اور تکنیکی ترقی کی تشکیل میں اسلامی اخلاقیات کے کردار کی تحقیق کریں۔

طبی اور سائنسی طریقوں میں اخلاقی مضمرات کو سمجھنے کے لیے اسلامی فقہ اور جدید حیاتیات کے درمیان تقاطع کا مطالعہ کریں۔

اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات اور عصر حاضر کے ماحولیاتی چیلنجوں سے نمٹنے میں ذمہ داری کے کردار پر غور کریں۔

ریاضی پر اسلامی فکر کے اثرات کا جائزہ لیں، خاص طور پر الجبرا میں الخوارزمی کی شراکت جیسے کاموں کے ذریعے۔

فرقوں کو پر کرنے اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے اسلامی اسکالرز اور سائنسی برادری کے درمیان مکالمے کو فروغ دینے والے موجودہ اقدامات کو دریافت کریں۔

خلاصہ بحث

سائنس اور مذہب کے باہمی تعلقات اور ان کے مابین مفاہمت کے بارے میں درج بالا بیانات اور سطور پر غور وفکر کرنے سے انسان دو باتیں بہت سہولت کے ساتھ اخذ کر سکتا ہے۔ ایک یہ کہ انسان کسی بھی ذریعے سے کائنات اور اس کی اشیا کے بارے میں وہ باتیں نہ جان سکا تھا، جو قرآن مجید نے بتائی ہیں۔ دوسری بات یہ اخذ کی جا سکتی ہے کہ اس کائنات کی مادی دنیا میں جو کچھ اب تک ہو چکا ہے، جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، وہ صرف خدا کے حکم سے ہو رہا ہے اور اس کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، بہ الفاظ دیگر ہر کام میں علت (Cause) اور معلول (Effect) کے علاوہ غایت (Purpose) بھی لازماً کار فرما ہے، اور کائنات کی ہر شئے اور اس کا ہر قدم اسی سہ رکنی عمل کا نتیجہ ہے۔ (21) اس لئے ہمیں باہمی مشترک قدروں کو اپناتے ہوئے اور تمام مادّی وسائل بروئے کار لاتے ہوئے، انسانی زندگی کے دونوں اہم پہلوؤں اور انسانی زندگی کی دونوں اہم ضرورتوں کو، ان کی ضرورت، حق اور حیثیت کے مطابق ان کا حق دینا ہوگا۔ نہ تو مذہب کے فرضی اور دیومالائی مفروضات اختیار کر کے ہم سائنس سے دور رہ سکتے ہیں، نہ سائنس کو خدا کا درجہ دے کر خالق حقیقی سے اپنی زندگیوں کو خالی رکھ سکتے ہیں اور اگر بالفرض ایسا کریں گے بھی تو کامیابی کی راہ سے دور ہوتے چلے جائیں گے اور فلاح کی جگہ ناکامی ہمارا مقدر رہے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات و حواشی

1۔ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ شریعہ اسلام آباد

2۔ محمد شہاب الدین ندوی، اسلام اور جدید سائنس (ناشر : مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، 26 نومبر 2017ء) 123۔

3۔ القرآن، 4:190۔

4۔ القرآن، 4: 19۔

5۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام اور جدید سائنس نئے تناظر میں (نوادرات سہیوال : ادارہ تصنیف و تالیف محمد ظفر اقبال 2014ء) 483۔

6۔ ڈاکٹر شوکت علی شوکانی، اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (ناشر : مکتبہ دانیال اردو بازار لاہور، 2016ء) 134

7۔ القرآن الکریم، 30 : 1۔

8۔ القرآن الکریم، 3 : 190۔

9 القرآن، سورۃ النور، آیت ۴۳-۲۰ القرآن، سورۃ النساء، آیت ۵۶

10۔ ڈاکٹر شوکت علی شوکانی، اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (ناشر : مکتبہ دانیال اردو بازار لاہور، 2016ء) 134

11۔ نفس مصدر

12۔ القرآن الکریم، 2 : 164۔

13 ۔ الرحمن Expanding Universe. p.221، صدیقی، سائنس اور مذہب میں مفاہمت، مشمولہ سہ اشاعتی آیات، مدیر ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی، مرکز الدراسات العلمیہ، علی گڑھ، ج سوم، ش

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اول، جنوری، اپریل ۱۹۹۲ئی، ص ۴۱

14- Bertrand Rusel, TheImpactof Scienc on Society, London, 1952, P.18-19. -

15۔ حفیظ الرحمن صدیقی، محولہ بالا۔ ۱۰۔ ملاحظہ کیجیے راقم کا مضمون مغرب کا سائنسی ونفسیاتی زاویہ فکر، تدریج وارتقا، سہ ماہی منہاج، مدیر حافظ سعد اللہ، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ستمبر ۲۰۰۲

16۔ جلال الدین سیوطی، الاتقان في علوم القرآن، مصطفی البابي الحلبی، مصر، ۱۳۲۹ھ، ج ۲، ص ۱۳۸۔

17۔ القرآن الکریم، 3 : 1۔

18۔ القرآن الکریم، 53 : 25۔

19۔ ص ۳۲۱۔ ۴۷۔ موریس بوکائے، بائبل، قرآن اور سائنس، ترجمہ ثناء الحق صدیقی، ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۹۹۳ئ، ص ۷ ۳۳۱۸۔ ایضاً، ص ۳۵۲۱- حفیظ الرحمن صدیقی: ص ۳۹

20۔ ایضاً، ص ۳۲۱ ۴۷۔ موریس بوکائے، بائبل، قرآن اور سائنس، ترجمہ ثناء الحق صدیقی، ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۹۹۳ئ، ص ۷ ۳۳۱۸۔ ایضاً، ص ۳۵۲۱- حفیظ الرحمن صدیقی: ص ۳۹

21۔۔ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، قرآن، سائنس اور تہذیب وتمدن، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۹۹ئی، ص ۶